اپنی بات

ترقی پسند ادبی تحریک کے آغاز میں ترقی پسند شعرا کے یہاں یا افسانوی ادب نظر آتا ہے یا جدید نظم۔ کہا جاتا ہے کہ اس ادبی تحریک کے قافلہ سالاروں نے ترقی پسند شعرا پر ایک طرح سے غزل گوئی پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ وجہ یہ نہیں تھی کہ غزل میں ان کے وہ فنّی شہ پارے سامنے نہیں آسکتے تھے، جو جدید نظم میں آرہے تھے، بلکہ وجہ یہ تھی کہ غزل کا فن رمز و کنایہ اور تشبیہ و استعارہ کا متقاضی ہے اور غزل میں شاعر اس انداز میں کھل کر نہیں کہہ سکتا، جس طرح سے وہ جدید نظم میں اپنی بات اور خیالات کا اظہار کرسکتا ہے، لیکن یہ پابندی بہت دنوں برقرار نہیں رہ سکی اور بالآخر ترقی پسند ادیبوں کو غزل کو بھی اپنے خیال کے اظہار کے لیے پابندی سے آزاد کرنا پڑا اور اس طرح غزل جدیدیت کے نئے لباس میں سامنے آئی اور اس نے ارتقا کی نئی منزلیں سر کیں۔ اگرچہ غزل کے قدیم سپہ سالاروں نے اس کو محض حسن و عشق تک محدود رکھنے کی کوشش کی، لیکن بعض شعرا نے اسے نئے تار و پود عطا کیے اور اس میں انسانی زندگی کے خارجی اور داخلی پہلوؤں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔

غزل کی کلاسیکی روایات آج بھی مسلّم ہیں اور قدیم کلاسیکی طرزِ سخن آج بھی بہت سے شاعروں کا اوڑھنا بچھونا ہے، لیکن جدید غزل نے جس طرح اس صنف میں اپنی جگہ بنائی اور اردو غزل کو ایک وقار عطا کیا اس میں معنویت اور تجریدیت کے وہ نمونے پیش کیے کہ اردو غزل ہر اعتبار سے آج بھی مقبول ترین صنفِ سخن کے طور پر اپنا دبدبہ اور وقار قائم کیے ہوئے ہے اور ہماری تہذیب و تمدن میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ اس کے بغیر ان کا تصور بھی محال ہے۔ اب غزل کے موضوعات جہاں عشق و محبت اور تصوف کے گرد گھومتے ہیں، وہیں سیاسی و سماجی اور قومی و وطنی مضامین بھی اردو غزل کا حصہ ہیں۔ جس طرح ترقی پسند تحریک کا رُخ عام آدمی، مزدور، کسان اور متوسط طبقے کے مسائل کی جانب ہے، اسی طرح غزل نے بھی ان موضوعات سے اپنے دامن کو وسیع کر رکھا ہے۔ شعوری طور پر آج ایسے شعرا زیادہ کامیاب ہیں، جو انسانی اور سماجی موضوعات کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہیں۔

ترقی پسند شعرا کے یہاں غزلیں کم پائے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ انھوں نے اردو غزل سے انحراف کیا، بلکہ ان کے خیالات اور انسانی زندگی کے تغیرات کے باوصف ان کی شاعری کے لیے نظم کا فارمیٹ ہی زیادہ مناسب تھا، اس لیے انھوں نے اس کو ہی اختیار کیا۔

اردو اکادمی، دہلی کی سرگرمیاں ان دنوں عروج پر ہیں۔ اس میں معروف ترقی پسند شاعر کیفی اعظمی کی صد سالہ یوم پیدائش تقریبات کے موقع پر یک روزہ سمینار اور خصوصی مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔ یوم جمہوریہ کے موقع پر ''مشاعرۂ جشنِ جمہوریہ'' میں اردو ادیبوں اور شاعروں نے براہ راست عوام کو اردو سے جوڑنے کی کامیاب کوشش کی۔

سمینار اور خصوصی مشاعرہ میں عالمی سطح کے ممتاز شاعر جاوید اختر اور معروف اداکارہ شبانہ اعظمی نے شرکت کرکے نہ صرف اس پروگرام کی رونق میں اضافہ کیا بلکہ ایک بیٹی اور داماد ہونے کی حیثیت سے دونوں نے کیفی اعظمی کو سچا خراجِ عقیدت پیش کیا اور اردو اکادمی، دہلی کی جانب سے صد سالہ یوم پیدائش کے آغاز پر پہلا پروگرام پیش کرنے پر اکادمی اور اس کے ذمہ داران کو مبارک باد بھی پیش کی۔ اُمید ہے آئندہ بھی شائقین اردو اکادمی، دہلی کے سمیناروں اور شاعروں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ ''ایوانِ اردو'' کو قارئین کے تاثراتی خطوط کا انتظار ہے۔

—ادارہ